

قسط 6

وہ جلدی اٹھ گیا تھا مگر انہتا اسے کہیں نظر نہ آئی۔۔

آمنہ باجی اور انہتا نظر نہیں آرہی۔۔

اس نے ایک ملازمہ کو کام کرتے دیکھتے پوچھا۔

وہ شاید نواب صاحب دوسری حویلی میں ہیں۔۔

ملازمہ نے مراد کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

اچھا۔۔ وہ یہ کہتا ہوا دوسری حویلی کی طرف چل دیا۔

وہ دوسری حویلی جا ہی رہا تھا کہ سامنے سے انہتا سے ٹکرایا۔۔

وہ میں آرہی تھی کمرہ صاف کرنے نواب صاحب۔۔

انہتا مراد کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

ہاں ٹھیک ہے آجاؤ چلو۔۔

وہ اگے چل رہا تھا اور انہتا اس کے پیچھے۔۔

کتنے خوش نصیب ہو تم سب ہے

تمہارے پاس اور میں اندھیروں

میں کہیں کھوئی ہوئی۔۔

لیکن دل میں تم۔۔ روشنی میں اندھیرا۔۔

وہ سر جھکاتے سوچتے ہوئے دل ہی دل میں بولی۔۔

اپنے کمرے کے دروازے قریب آکر مراد دروازے سے ہٹ گیا۔

اور انہتا کو دروازہ کھول کر اندر جانے کا کہا۔

وہ نظریں جھکاتی قدم اندر کمرے کی طرف لے گئی۔

انہتا کمرہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔

جو صاف تھا۔۔ بالکل صاف۔۔

وہ پیچھے مڑی جہاں مراد کمرے کا دروازہ بند کر رہا تھا۔۔

یہ تو صاف ہے۔۔۔ وہ مراد کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

ہاں ہے تو۔۔۔ کس نے کیا صاف۔۔

کوئی چڑیل تو نہیں میرے کمرے میں۔۔۔ وہ ہنستا ہوا بولا۔

انہتا اس کے الفاظوں سے ڈر گئی۔۔

کیا چاہتے ہیں آپ وہ یہ پوچھنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر وہ تو رونا ہی شروع ہو گئی تھی۔۔

میں نے کیا ہے خود۔۔ کوئی چڑیل نہیں ہے۔۔

انہتا مذاق کر رہا تھا۔۔ اسے لگا وہ اس بات سے ڈر گئی ہے۔

کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ ایسا بتائیں۔۔۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔۔

رو مت مجھے اچھے نہیں لگ رہا پلیز انہتا۔۔

اس نے ایک نظر مراد کو دیکھا جو اس سے منت مانگ رہا تھا۔۔

بتائیں مجھے آج پیچھا چھوڑ

دیں میرا۔۔ وہ کچھ ہمت کرتی بولی۔

پیچھا چھوڑ دیا نا تو مجھے یاد کرو

گی وقت گواہی دے گا اس چیز کی۔۔۔ وہ جلدی سے بولا۔۔۔

بس کریں آپ۔۔۔ وہ اس کے آگے ہاتھ کرتی بولی۔۔

مراد کے اگے آج تک کوئی انگلی تک نہیں کرتا تھا اور

وہ انہتا پورا کا پورا ہاتھ اس کے سامنے لے گئی۔۔

ہاتھ خوبصورت ہیں مگر کام کر کر

کے خراب ہو گئے ہیں۔۔۔ وہ اس کے ہاتھوں کو

غور سے دیکھتا ہوا بولا۔۔

آپ کو کیا مطلب۔۔ میرے ہاتھ ہیں۔۔

وہ اس کو حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہے مطلب۔۔ کیونکہ ان ہاتھوں سے

تم کام کرتی ہو میرے گھر کا۔۔

مجھے فکر ہوگی نا۔۔ مراد نے اس کے اگے ایک اور وضاحت فرمائی۔۔

اور بھی نوکر ہیں گھر میں ان کی

فکر کریں۔۔ وہ اس کے بے حد قریب آتے ہوئے بولی۔۔

سچ بتاؤ میں تمہیں مجھے تمہاری نیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔

وہ انہتا اس کی آنکھوں میں جھکتا ہوا بولا۔۔

اس بات پر انہتا کو احساس ہوا کہ وہ

اس کے بہت قریب کھڑی ہے۔۔ وہ اس سے فوراً دور ہو گئی۔۔

ایک بات کہوں۔

مجھے دوستی کرنی ہے تم سے۔۔

میرا کوئی دوست نہیں ہے یہاں۔۔

میں نے سوچا تم سے کر لو دوستی۔۔

وہ کچھ چہرے کے مایوس سے ایکسپریشن بناتا ہوا بولا۔۔۔

کیا مطلب۔۔ وہ لڑکی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

دوستی کرو گی۔۔ اس نے ایک پیشکش اس کی طرف بڑھائی۔۔

نہیں۔۔ اس لڑکی نے اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔۔

کیوں۔۔ اس نے اپنی مسکراتی آنکھوں سے سوال پوچھا۔۔

بس نہیں تو نہیں۔۔ اس نے سنگ دلی سے

جواب دیتے ہوئے اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

کیا کرنا ہوگا دوستی کے لیے۔

اگر وہ انتہا تھی تو وہ بھی مراد خان تھا۔

آپ کسی اور سے کر لیں۔۔ وہ اس کو انگور کرتی ہوئی بولی۔

اگر مجھے کسی اور سے کرنی ہوتی تو

تمہیں پیشکش نہ کرتا دوستی کی۔

۔ اس نے اس کے سامنے ایک اور دلائل رکھی۔

مطلب۔۔ وہ اس کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے بولی۔

یہی مطلب کہ اگر مجھے کسی اور سے دوستی کرنی ہوتی تو میں کب کا کسی اور کو پیشکش کر چکا

ہوتا۔

تمہیں نہ کرتا۔ میں مراد خان

تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچاؤ گا۔

وعدہ ہے میرا تم سے کہ تمہیں

کبھی دوسرے مردوں کی طرح نہیں دیکھوں گا۔

اپنی اس دوستی کی عزت کروں گا ہمیشہ ہر لحاظ سے۔۔۔

چاہو تو اسے میری ایک ریکویسٹ

سمجھ کر قبول کر لو۔۔

وہ مراد خان اس لڑکی سے ریکویسٹ

کر رہا تھا اگر کوئی دیکھ لیتا تو یقیناً مر ہی جاتا۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ وہ لڑکی اس کی پیشکش قبول کر گئی۔۔

شکریہ۔۔ وہ اس کی طرف دیکھتا مسکراتا ہوا بولا۔۔

میں جاؤں مجھے ایک کام ہے۔۔

وہ دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔

جیسے تمھاری مرضی۔۔۔ وہ نظر جھکاتا ہوا بولا۔۔

وہ جلدی سے دروازے کی طرف

چلی گئی مراد کو خوش کر کر۔۔

میں کبھی دوست نہیں بنوں گی وہ ہال کی سیڑھیاں نیچے اترتے ہوئے بولی۔۔

تم سے بس جان چھڑائی۔۔ اللہ اللہ کر کے۔۔

دروازے پر کسی کی دستک ہوئی۔۔

آجاؤ۔۔ اندر سے ایک آواز سنائی دی۔۔

اپ نے بلایا نواب صاحب۔۔ وہ مراد کی طرف دیکھتے

ہوئے بولی جو آئینے میں خود کو دیکھ رہا تھا۔۔

جی آمنہ باجی وہ مجھے شہر جانا ہے ایک ملازمہ بھی ساتھ لے کر جانی ہے اس لیے بلایا ہے۔۔۔۔

وہ کچھ سنجیدگی سے بولا آئینے میں نظر ان

پر تھی تاثرات دیکھ رہا تھا ان کے چہرے کے وہ۔۔۔۔

وہی ہوا تھا جس کا اس کو شک تھا۔

جی وہ میں سکینہ کو کہتی ہوں وہ آپ کے ساتھ چلی جائیں۔۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔

آپ کیا سوچ رہی ہیں۔۔ آپ کو پتہ ہے۔۔

میں کسے ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔۔

میں انہتا کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔۔

وہ ان کی طرف اپنا رخ کرتا ہوا بولا۔۔

نواب صاحب وہ کیسے۔۔ وہ اس شخص کی

طرف دیکھتے ہوئے بولی جو اپنا حکم دے چکا تھا۔۔۔

کیوں وہ کیوں نہیں۔۔۔ وہ تھوڑا خود کے

غصے پر قابو پاتا ہوا بولا۔۔۔

وہ کم عمر ہے اور اسے کبھی نہیں جانے دیا۔۔۔

بیگم صاحبہ نے کسی کے ساتھ چاہے وہ آپ کے بھائی ہوں۔۔۔ اجازت نہیں ہے غیر شادی شدہ اور جوان ملازموں کو

مالکوں کے ساتھ جانے کی۔۔۔ وہ تھوڑی آہستہ آواز میں بولی۔۔۔

میں نے آپ سے کہا نا کہ وہی جائے گی۔۔۔

تو وہی جائے گی میرے ساتھ۔۔۔

وہ بھی مراد تھا اپنی بات پوری کرنے والا مرد۔

آپ کا کیا تعلق ہے انتہا سے۔۔۔ انہوں نے کچھ ہمت کرتے ہوئے اپنے دل میں سے ایک

سوال کو باہر نکال پھینکا۔۔۔

تعلق ہے تو اس لیے کہا ہے نا کہ وہی جائے گی۔۔

بہت گہرا اور پرانا تعلق ہے اس سے میرا۔۔

وہ ایک مسکراہٹ چہرے پر سجاتا بولا۔۔

کیسا تعلق۔۔۔ اس سے کوئی غلطی۔۔

وہ کچھ گھبراتی ہوئی بولی۔۔

وہ اکثر نادانی میں کچھ غلطیاں کر دیا کرتی تھی۔۔

محبت اور عشق کا تعلق ہے۔۔

وہ ان کی طرف دیکھتا پر سکون لہجے میں بولا۔۔

آپ کو پتہ ہے کہ وہ ایک نوکرانی ہے۔۔۔

اور آپ کے گھر والے اور خاندان کبھی بھی۔۔

اس چیز کے لیے نہیں مانیں گے۔۔۔

کبھی قبول نہیں کریں گے اس چیز کو وہ۔۔

اور آپ کے معاملے میں تو ہرگز بھی نہیں۔۔۔

وہ مراد کو اس کے خاندان کی یاد دلاتے ہوئے بولی۔

پتہ ہے۔۔۔ تو کیا ہوا خاندان کی

روایات تو توڑنی پڑیں گی۔۔

مجھے صرف وہی چاہیے اپنے بے حد قریب چاہیے۔۔

اس نے چھ سال سے مجھے قید کر کے رکھا ہے خود میں۔۔

چھ سال۔۔ وہ مراد کی طرف حیرانی سے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔

کوئی چھ سالوں سے کسی کو

کیسے قید کر سکتا ہے خود میں۔۔۔

جی میں یہاں اس کے لیے ہی آیا ہوں۔۔

اسے اپنانے آیا ہوں۔

اس کے گھر گیا تو مجھے یہ خبر ملی کہ۔۔۔

وہ مر چکی ہے تب میں بھی مر گیا تھا۔

لیکن وہ میرے گھر میں تھی۔۔

اور مجھے کچھ پتہ تک نہ تھا۔

کہ کب سے میرے گھر میں نوکرانی

بن کر زندگی گزار رہی ہے۔۔

میں نے اس سے جان بوجھ کر محبت نہیں کی۔۔

بس میرا دل مجھے اس کی طرف لے جاتا ہے۔۔۔ بار بار۔۔

مجھے لگتا ہے کہ اس نے اپنے اندر

میرے دل کو قید کر کے رکھا ہے۔۔

وہ ان کے قریب آتا ہوا بولا۔۔

آپ کا خاندان مراد صاحب۔۔

وہ مراد کی طرف پریشانی سے دیکھتی ہوئی بولی۔

روایات توڑنی پڑیں گی آمنہ باجی۔۔

میں نے آپ سے کہا نا۔۔

میں نے اس سے جان بوجھ کر محبت

نہیں کی۔۔ بس میرا دل مجھے اس کی طرف لے جاتا ہے۔۔۔

یقین مانیں میں نے اس سے جان بوجھ کر محبت نہیں کی۔۔

بس مجھے پتہ نہیں چلتا۔۔ میرے دل کو پتہ نہیں چلتا۔۔

آپ سمجھ جائیں بس۔۔۔

میرے دل کی مراد بن چکی ہے وہ۔۔۔

اب۔۔ میں اب کچھ نہیں کر سکتا۔۔

میں نے خود کو اس کی طرف

جانے سے بہت روکا تھا لیکن میں بے بس ہوں۔۔

میرے قدم خود اس کی طرف بڑھنے لگ جاتے ہیں۔۔

مجھ پر میرا اختیار نہیں رہا۔۔۔ اب۔۔۔

کچھ لوگ ہم سے ہمارا اختیار چھین لیتے ہیں۔۔۔

اس نے بھی مجھ سے میرا اختیار چھین لیا ہے۔۔۔

آپ یقین مانیں یا نہ مانیں۔۔۔

میں لڑکیوں کو نہ دیکھنے والا

اسے دیکھنے کے لیے ترستا رہا چھ سال۔۔۔

اپنی ذات میں مدہوش رہنے والا۔۔

اس کی ذات میں مدہوش ہونے لگا۔۔

کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ اگر

وہ مجھے نہ ملی تو میں بکھر جاؤں گا۔

ٹوٹ جاؤں گا۔۔ سمیٹا نہیں جاؤں گا۔

آپ تو مجھے بچپن سے جانتی ہیں

کہ میں نے آج تک کسی چیز کو بڑھ چڑھ کر نہیں مانگا۔۔

لیکن اسے مانگا ہے۔۔ محرم کے روپ میں۔۔

جب چھ سال پہلے اسے گاؤں میں دیکھا

تھا تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ دوبارہ نہیں دیکھوں گا۔۔

پتہ نہیں میں کتنی بار اسے دیکھنے

گاؤں چلا گیا۔ چھ سال پہلے۔۔

میں آپ کو اپنی محبت کون سے

لفظوں میں بیان کروں مجھے سمجھ نہیں آرہا۔

وہ ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

جو اسے حیرت کی آنکھوں سے مسلسل دیکھ رہی تھی۔۔

لیکن۔ آپ کا خاندان۔۔ وہ پریشانی سے پھر بولی۔۔

خاندان کو بعد میں دیکھ لیں گے۔۔

ابھی اسے یقین میں لانا بے حد ضروری ہے۔۔۔

وہ ان کا ہاتھ چومتا ہوا بولا۔۔۔

اسے میرے ساتھ شہر جانے دیں۔۔ پلیز۔ کچھ کریں۔۔

وہ ان کے سامنے التجا کرتا ہوا بولا۔۔۔

اگر وہ نہ مانی تو۔۔ وہ مراد کی طرف

دیکھتے ہوئے ایک بار پھر پریشانی سے بولی۔۔

حل ہے میرے پاس اس چیز کا۔۔ وہ مراد کی باتیں بہت

غور سے سن رہی تھی اور سمجھ بھی رہی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں اسے آپ کے ساتھ شہر بھیج دیتی ہوں۔۔

وہ سکھ کا سانس لیتی ہوئی بولی۔

انہتا تیار ہو جاؤ میرے ساتھ سفر کے لیے۔۔

وہ مسکراتا ہوا دل ہی دل میں بولا۔

آغازِ سفر شروع تھا ایک پتھر کا اور دل کا

آپ کہیں جا رہی ہیں۔۔ وہ آمنہ باجی کو

سامان پیک کرتے دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

ہاں وہ نواب صاحب شہر جا رہے ہیں۔۔۔ ان کے ساتھ۔

وہ اس سے آنکھیں چراتی ہوئی بولی۔۔

ہاں۔۔۔ یہاں کام کون دیکھے گا۔۔۔

اور کوئی ملازم بھی نظر نہیں

آرہے آج تو۔۔ کہیں گئے ہیں سب۔۔

وہ اپنی آنکھوں پہ سرمہ لگاتے ہوئے بولی۔۔

ہاں کچھ اپنے گھر والوں سے ملنے گئے ہیں۔۔

اور کچھ کو نواب صاحب نے چھٹی دے دی۔۔ وہ اسے بتانے لگی۔۔۔

میں کیسے رہوں گی اکیلی اس کمرے

میں کوئی بھی نہیں ہے یہاں تو۔۔۔

وہ کچھ منہ بناتی ہوئی بولی۔۔۔

تو بھی چل پھر میرے ساتھ۔۔۔

وہ اسے اپنے اور مراد کے ساتھ جانے کی پیشکش کر رہی تھی۔۔۔

نہیں میں یہاں رہ لوں گی اکیلی آپ جائیں۔۔۔

وہ انگلیوں کے ساتھ کھینے لگی۔۔۔

چل شہر دیکھ لینا۔۔۔ وہ آمنہ باجی اسے

شہر کی پیشکش کرنے لگی۔۔۔

مراد کے ساتھ جا کر کوئی شہر دیکھ سکتا ہے۔۔۔

ناممکن گھر پر ہی کام کرنا پڑے گا اس کے۔۔۔

وہ ہنس کر انہیں دیکھتے ہوئے بولی جارہی تھی۔

آمنہ باجی اسے غور سے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا ہوا اب یہ مت کہیے گا کہ

صاحب لگایا کرو سب کے نام کے ساتھ۔۔۔

وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی جو صرف

غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہیں وہ پسند نہیں انہتا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔۔

نہیں وہ مجھے کیوں پسند ہوگا۔۔

وہ ایک نواب اور میں ایک معمولی سی نوکرانی۔۔

ہم نوکر کسی نواب کو پسند نہیں کر سکتے۔۔

اور وہ ہم جیسوں کو اپنی پاؤں کی جوتی تک نہیں سمجھتے۔ وہ ہم جیسے کو پسند نہیں کرتے۔۔

وہ اپنے جیسوں کو پسند کرتے ہیں امیر کامیاب اور لائف سٹائل کو۔

اور ہم صرف نوکر ہی رہتے ہیں نوکر کبھی نواب نہیں ہوتے۔

وہ بول رہی تھی جیسے اسے ہر اس

چیز سے نفرت ہو جو ہر امیر انسان کے پاس ہوں۔۔

آمنہ باجی کو اس لڑکی کی باتوں سے ڈر لگا۔

وہ دوبارہ اس سے کسی جھگڑے میں پڑھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے وہ خاموشی سے سامان پیک کرنے لگی۔۔

وہ سیڑھیوں سے اترتا ہوا اپنی گاڑی تک آیا۔۔

وہ گاڑی کے ساتھ کھڑا اس لڑکی کا انتظار کر رہا تھا۔۔

جسے اس نے اپنے ساتھ زبردستی لے کر جانا تھا۔

وہ دور سے کھڑا آمنہ باجی اور انہما کو دیکھ چکا تھا۔۔

جو اس کی طرف آرہی تھی اس نے اپنی آنکھوں

سے عینک کو ہٹایا اور ساتھ والی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

جسے آج پورا دن اس نے نہیں دیکھا تھا۔

وہ خوبصورت تھی یہ وہ چھ سال پہلے بھی مانتا تھا۔

اور اب وہ بے حد حسین تھی لیکن بس آنکھیں تھی۔

جو اس پر ججتی نہیں تھی۔

وہ دونوں اس کے سامنے کھڑی تھی۔

جی نواب صاحب چلیں۔

آمنہ باجی سامان نیچے رکھتے ہوئے بولی۔

آپ جائیں گی مجھے لگا آپ شاملہ

باجی کی طرف گئی ہوں گی۔

ان کی بہن کی طبیعت کافی خراب ہے۔

آپ کی تو ان سے کافی گہری دوستی ہے۔۔

وہ سنجیدہ ہوتا ہوا بولا۔۔

کیوں کیا ہوا اسے۔۔۔

وہ کچھ پریشانی اور حیرانگی کہ تاثرات لیتی ہوئی بولی۔

سنا ہے بہت بیمار ہیں اور ڈاکٹر نے

جواب بھی دے دیا ہے آپ کو جانا چاہیے۔۔

ان کے پاس۔ وقت کا پتہ نہیں۔۔

وہ سر نیچے جھکاتا ہوا بولا۔۔۔

جی ٹھیک ہے مگر آپ کے ساتھ

بھی تو جانا ہے۔ وہ منہ پر انگلی رکھتی ہوئی بولی۔

کوئی مسئلہ نہیں میں اکیلا چلا جاؤں گا۔۔

وہ ساتھ والی لڑکی پر آنکھیں نکالتا ہوا بولا۔۔

نہیں آپ ایسا کریں انہتا کو ساتھ لے جائیں۔۔

وہ انہتا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

کیا۔۔ میں نہیں جاؤں گی۔۔

وہ جو کب سے سر جھکائے خاموشی

سے کھڑی تھی ایک دم اچھلتے ہوئے بولی۔۔

مراد اس کے بدلتے تاثر اچھے سے دیکھ

رہا تھا وہ بہت مشکل سے خود پر قابو پا رہا تھا۔۔

میرا مطلب میں کبھی گئی نہیں

اس لیے کہا باہر گاؤں سے۔۔

انہتا آمنہ باجی پر آنکھیں گاڑتی ہوئی بولی۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے آپ انتہا کو بھیج دیں وہ کام کر لے گئی۔۔

مراد آمنہ باجی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔۔

ٹھیک ہے میں اسے سامان پیک کرنے کا کہتی ہوں۔۔

انتہا چلی جاتی ہے آپ کے ساتھ

مگر آپ کو تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔۔

کوئی نہیں آپ مشورہ وغیرہ کر لیں۔۔

وہ بات کاٹتا ہوا بولا۔۔

انتہا ان ساری باتوں میں خاموش رہی۔۔

جیسے اس کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو کہ۔۔

وہ جانا چاہتی ہے کہ نہیں۔۔۔

انہتا جلدی سے کمرے میں بھاگتی ہوئی۔۔

آمنہ باجی پر چیخنے لگی۔۔

آپ کا دماغ ٹھیک ہے میں نہیں جاؤں

گی اس نواب کباب کے ساتھ۔۔

میں ہی کیوں کسی اور کو بھیج دیں۔۔

وہ غصے سے منہ بناتے ہوئے بولی۔۔

کسے بھیجوں کوئی نہیں۔

ہے سب اپنے گھروں کو گئے ہیں۔۔

کچھ نہیں ہوتا اگر تم چلی جاؤ گی

تو نواب صاحب تجھے کوئی تحفہ بھی لے دیں گے۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح اسے لالچ دینے لگی۔۔

اوووو۔۔ ہر چیز پیسہ نہیں ہوتی۔۔ میں نہیں جاؤں گی۔۔

وہ ان کی طرف دیکھتے ہوئے دو ٹوک بولی۔۔

ٹھیک ہے اب تم ہی جاؤ گئی۔۔

بیگم صاحبہ نے کیا کہا تھا کہ مراد کو کوئی مسئلہ نہ ہو

اب ان سے تجھے کم ڈانٹ پڑتی ہے جو اس

حویلی سے نکلنا چاہتی ہو میں سامان پیک کر رہی ہوں۔

اور جانے کی تیاری پکڑو میں تمہاری ایک بات

بھی نہیں سنوں گی۔ وہ اسے اور مزید باتیں سنانے لگی۔

اچھا ٹھیک ہے چلی جاتی ہوں لیکن

اپنا یہ لیکچر بند کریں۔

وہ ان کی طرف آنکھیں گاڑتی ہوئی بولی۔۔

آمنہ باجی خاموش ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھی۔

کہ کام ہو گیا ہے۔ وہ اب اس کا سامان

پیک کرنے میں مصروف تھی۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ

سامان پیک کر کے اس کے سامنے رکھ چکی تھی

جو مسلسل ایک گھنٹے سے انہیں غصے سے دیکھ رہی تھی۔

احتیاط کرنا کوئی غلطی نہ ہو نواب

صاحب کے معاملے میں۔ آگے تم سمجھدار ہو۔

انتہا غصے سے دیکھتے ہوئے باہر کی طرف

چلی گئی پیچھے وہ سکون کا سانس لے کر رہ گئی۔

آمنہ باجی باہر اس کا سامان لے کر گاڑی کے پاس

آگئی جو پہلے سے منہ بنائے گاڑی کے پاس کھڑی تھی۔

میں نواب صاحب کو بلا کر لیتی ہوں۔۔

وہ کہتی ہوئی حویلی کے اندر چلی گئی۔



جاری ہے